## باب: ۹

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشتی پر سوار ہو کر جھیل کے پار، اپنے شہر میں آ گئے (۱) اور دیکھو! لوگ ایک مفلُوج کو چارپائی پر ڈال کر آپؑ
کے پاس لائے۔ آپؑ نے اُن کا اعتقاد دیکھ کر مفلُوج سے فرمایا، بیٹا! اطمینان رکھ، تیرے گناہ بخشے گئے (۲) اور دیکھو! بعض ماہرینِ فقہ نے
اپنے دِل میں کہا، کہ یہ کُفر بکتا ہے (۳) عیسیٰؑ نے اُنکے خیالات کو بھانپ کر فرمایا کہ تم کیوں اپنے دِلوں میں بُرے خیال لاتے ہو؟ (۴) آسان کیا ہے
۔ یہ کہنا کہ تیرے گناہ بخشے گئے یا یہ کہ اُٹھ اور چل جا؟ (۵) لیکن اِسلئے کہ تم جان لو کہ ابنِ آدمؑ کو زمین پر گناہ بخشنے کا بھی اِختیار ہے۔ تب آپؑ
نے مفلُوج سے فرمایا، اُٹھ اور اپنا بستر لے کر اپنے گھر چلا جا (۶)

83 ابنِ آدم: دیکھئے حاشیہ 79، گناہ بخشنے کا بھی اِختیار ہے: عیسیٰؑ ، رُوح ُاللہ اس موقع پر یہُودی علماء پر اپنا آسمانی مقام ظاہر کرتے ہوئے بتا رہے ہیں کہ آپؑ کو لوگوں کے گناہ معاف کرنے کا بھی اختیار ہے۔ اسی لئے آپؑ نے مریض سے فرمایا کہ تیرے گناہ معاف ہوئے۔ اگرچہ اُٹھ اور چل پھر، کہنے سے کوئی شخص بُرا نہیں مانتا اور یوں مریض کی شفا کا عمل بڑے آرام کے ساتھ انجام پاسکتا تھا۔

وہ اُٹھ کر اپنے گھر چلا گیا (۷) لوگ یہ دیکھ کر ڈر گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف کرنے لگے جس نے انسانوں کو ایسا اختیار بخشا (۸)
عیسیٰؑ وہاں سے آگے بڑھے تو متیؓ نام کے ایک شخص کو آپؑ نے محصُول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اُس سے کہا، میری اطاعت
میں چلا، وہ اُسی وقت اُٹھ کر آپؑ کے پیچھے چل پڑا (۹)

84 محصُول کی چوکی: رُومی حکومت نے یہودی اکثریت کے علاقوں مثلاً یہودیہ اور گلیل میں اپنی یہودی رعایا سے مختلف نوعیت کے ٹیکس وصول کرنے کے لئے انہی کے ہم مذہب محصُولی افسر اُن پر مقرر کر رکھے تھے، جو کہ اپنی خلافِ شرع نہ صرف اپنے دینی بھائیوں سے رُومیوں (غیر اقوام) کے لئے ٹیکس وصول کیا کرتے تھے بلکہ ان پر ظلم و ستم ڈھا کر ان سے خود اپنے لئے بھی رقمیں ہتھیا لیتے تھے۔ انہوں نے محض حرصِ دولت کی خاطر ضرورت سے کہیں زیادہ محصُول کی چوکیاں بنا رکھی تھیں۔ اور لوگوں کو بلاوجہ حراساں کر کے ان پر ناجائز ٹیکس تھوپ دیا کرتے تھے اور یوں انکی جیبیں حرام کی دولت سے اُبلتی رہتی تھیں۔ ان کی ایسی غیر شرعی اور غیر انسانی حرکتوں کے باعث دینی عالموں اور مفتیوں نے ایسے محصُولی افسران کو اپنی قوم سے خارج کر دیا تھا جس کی پاداش میں انہیں غیر اقوام (کافر) اور صابیوں کے مساوی سمجھا جاتا تھا۔ اسی باعث مسجدِ اقصیٰ اور دیگر مساجد میں ان کا داخلہ ممنوع تھا اور ان کی بستیاں بھی عام یہودی آبادیوں سے الگ تھیں۔ مگر عیسیٰؑ نے متیّ نامی بدنامِ زمانہ محصُولی افسر کو اعلانیہ اپنی شاگردی میں لے کر اس پر اللہ کی رحمت، محبت اور معافی کا پیغام واضح کیا تھا۔ مزید دیکھئے، حاشیہ 143 اور 158۔

[1] LOCKYER, DR. HERBERT (1972). *All the Apostles of the Bible.* Grand Rapids (USA): Zondervan Publishing House; [2] Talmudic views on tax-collectors: *Nashim:Nedarim* ["Women:Vows"] 3:4; *Nezikin:Sanhedrin* ["Damages:Council"] 25, section 2; and *Nezikin:Bava Kamma* ["Damages:The First Gate"].

اطاعت میں چلا آ دیکھئے، حاشیہ 37۔

اور جب آپؑ اپنے گھر میں کھانا کھانے بیٹھے تھے تو ایسا ہُوا کہ بہت سے محصُول لینے والے اور گناہ گار آ کر حضرت عیسیٰؑ اور آپؑ کے حواریوںؓ
کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے (۱۰) فریسیوں نے یہ دیکھ کر آپؑ کے حواریوں سے کہا، تمہارا مرشد محصُول لینے والوں اور گناہ گاروں کے ساتھ کیوں
کھاتا ہے؟ (۱۱) عیسیٰؑ نے یہ سنکر فرمایا کہ تندرستوں کو ڈاکٹر کی ضرورت نہیں، بلکہ بیماروں کو ہے (۱۲) مگر تم جا کر اِس کے معنی دریافت کرو کہ
مَیں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں کیونکہ مَیں نیکوں کو نہیں بلکہ گناہ گاروں کو بُلانے آیا ہوں (۱۳)

85 حوالہ: توریت ہوسیعؑ باب 6 آیت 6۔

اُس وقت یحییٰؑ کے مُریدوںؓ نے عیسیٰؑ کے پاس آکر عرض کی، کیا وجہ ہے کہ ہم اور علماء تو اکثر روزہ رکھتے ہیں مگر آپؑ کے حواریؓ روزہ نہیں رکھتے ؟ ﴿۱۴﴾ عیسیٰؑ نے اُن سے فرمایا، کیا براتی جب تک دُولہا اُنکے ساتھ ہے، ماتم کر سکتے ہیں ؟ مگر وہ دِن آئیں گے کہ دُولہا اُن سے جُدا کیا جائیگا۔ تب وہ روزہ رکھیں گے ﴿۱۵﴾

86 فلسطین کے علاقے میں شادی بیاہ کی رُسوم میں دُولہے کو عظیم ہیرو کا درجہ دیا جاتا تھا کہ شادی کی تمام خوشیاں محض دُولہے کے توسّط سے ہی وجود میں آتی تھیں۔ اس لئے ہر کوئی شادی کی ضیافت میں دُولہے کی قربت چاہتا تھا۔ اسی رسم کو عیسیٰؑ نے اپنی آمد کی خوشخبری کی تمثیل بنا کر پیش کیا۔ (مزید دیکھئے، حاشیہ 174)۔

کوئی بھی شخص پُرانی پوشاک میں کورے کپڑے کا پیوند ہرگز نہیں لگاتا کیونکہ وہ پیوند پوشاک میں سے کچھ کھینچ لیتا ہے اور وہ زیادہ پھٹ جاتی ہے ﴿۱۶﴾ اور نئی مے پُرانی مشکوں میں نہیں رکھی جاتی، ورنہ مشکیں پھٹ جاتی ہیں اور مے بہ جاتی ہے اور مشکیں برباد ہو جاتی ہیں، بلکہ نئی مے نئی مشکوں میں رکھی جاتی ہے اور یوں وہ دونوں بچی رہتی ہیں ﴿۱۷﴾

عیسیٰؑ اُن سے یہ باتیں کہہ ہی رہے تھے کہ دیکھو! ایک سردار نے آکر آپؑ کو سجدہ کیا اور عرض کی کہ میری بیٹی ابھی مری ہے لیکن آپؑ چل کر اپنا ہاتھ اُس پر رکھیں تو وہ زندہ ہو جائیگی ﴿۱۸﴾ عیسیٰؑ اُٹھ کر اپنے حواریوں سمیت اُسکے ساتھ چل دیئے ﴿۱۹﴾

اور دیکھو! ایک عورت، جسے بارہ برس سے ناپاک خون جاری تھا، اُس نے آپؑ کے پیچھے آکر آپؑ کی پوشاک کا کنارہ چھوا ﴿۲۰﴾ کیونکہ وہ اپنے جی میں کہتی تھی کہ اگر مَیں صرف
آپؑ کی پوشاک ہی چھو لونگی تو صحت یاب ہو جاؤنگی ﴿۲۱﴾ عیسیٰؑ نے مُڑ کر اُسے دیکھا اور فرمایا، بیٹی اطمینان رکھ۔ تیرے اعتقاد نے تجھے اچھّا کر دیا۔ لٰہذا وہ عورت اُسی لمحے شفا پا گئی ﴿۲۲﴾

اور جب آپؑ سردار کے گھر میں آئے تو آپؑ نے نوحہ گروں اور بِھیڑ کو ماتم کے مارے غُل مچاتے دیکھا ﴿۲۳﴾

87 قدیم عربوں کی طرح، یہُودی معاشرے میں بانسری خوشی اور غمی دونوں مواقع پر بجائی جاتی تھی۔ کسی کی موت و ماتم کی صورت میں پیشہ ور نوحہ خواؤں کو بلایا جاتا تھا جو بانسری کی سوزدار سروں کے ساتھ لوگوں کو میّت پر رونے اور ماتم کرنے پر اُکساتے تھے۔

اور اُن سے فرمایا، ہٹ جاؤ، کیونکہ یہ لڑکی مری نہیں بلکہ سو رہی ہے۔ اِس بات سے لوگ آپؑ پر ہنسنے لگے ﴿۲۴﴾ مگر جب بِھیڑ نکال دی گئی تو آپؑ نے اندر جا کر اُس کا ہاتھ پکڑا اور وہ لڑکی اُٹھ بیٹھی ﴿۲۵﴾ اور اِس بات کی شہرت اُس تمام علاقے میں پھیل گئی ﴿۲۶﴾

جب عیسیٰؑ وہاں سے روانہ ہُوئے تو دو اندھے آپؑ کے پیچھے پیچھے یہ پُکارتے ہُوئے آئے کہ یا ابن داوؑد، ہم پر رحم کیجئے ﴿۲۷﴾

جب آپؑ اپنے گھر میں تشریف لائے تو وہ اندھے آپؑ کے پاس آئے اور آپؑ نے اُن سے پوُچھا، کیا تمہیں اعتقاد ہے کہ مَیں تمہیں بینا کر سکتا ہوں ؟ اُنہوں نے کہا، ہاں مالک! ﴿۲۸﴾ تب آپؑ نے اُنکی آنکھیں چھوُئیں اور فرمایا، تمہارے اعتقاد کے مطابق تمہارے لئے ہو ﴿۲۹﴾ اور اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور آپؑ نے اُن کو تاکید کی کہ خبردار! کوئی اِس بات کو نہ جانے ﴿۳۰﴾

88 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دُنیا میں لوگوں کو جسمانی، دُنیاوی اور روحانی بیماریوں سے شفا دینے اور اُنہیں گناہوں سے بچانے آئے تھے۔ آپؑ کا مقصد نہ تو کسی نئے دین کو بڑھانا تھا اور نہ ہی لوگوں کی تعداد میں اضافہ کرنا تھا، اسی لئے آپؑ اکثر لوگوں کو شفا دے کر اُنہیں اُنکی آزاد مرضی پر چھوڑ دیتے تھے۔ اور بیشتر یہی کہتے کہ اس معجزے کی دھوم مچانے کی بجائے خوفِ خدا میں رہو اور اللہ کی تمجید اور شکر گزاری ادا کرو۔

مگر اُنہوں نے نکل کر اُس تمام علاقے میں آپؑ کی شہرت پھیلا دی ﴿۳۱﴾

جب آپؑ باہر جا رہے تھے تو دیکھو! لوگ ایک گونگے کو جس میں ایک طاغوتی رُوح تھی، آپؑ کے پاس لائے ﴿۳۲﴾ اور جب وہ شیطانی رُوح اُس میں سے نکال دی گئی، تو وہ گونگا بولنے لگا اور لوگوں نے تعّجب کر کے کہا کہ آلِ یعقوبؑ میں ایسا پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا ﴿۳۳﴾
دیکھئے، حاشیہ 02 اور 130۔

مگر ریسیوں نے کہا، کہ یہ تو (نعوذ باللہ) بھُوت پریتوں کے سردار کی مدد سے بُری رُوحوں کو نکالتا ہے ﴿۳۴﴾

89 یہودیوں کے دینی عُلماء میں "فریسی" طبقہ سب سے بااثر سمجھا جاتا تھا۔ اگرچہ دیگر مذہبی طبقے مثلاً "صدوقی" (جو اپنی جاگیردارانہ دولت کی ریل پیل کے سبب بھی معاشرے میں خاصا دبدبہ رکھتے تھے) عبادت گاہوں میں امامتِ اعلیٰ (سردار کاہن) کے منصب پر فائض تھے اور "فقیہی" (ماہِر فقہ) سبھی آلِ انبیاءؑ ہونے کی بدولت نہ صرف اپنے یہودی معاشرے میں بے حد عزت اور وقار کی نظر سے دیکھے جاتے تھے، بلکہ خود رُومی سلطنت کے حکامِ اعلیٰ تک بھی انکی رسائی تھی۔ لیکن ان میں فریسیوں کو سب سے بالامقام حاصل تھا۔ انہوں نے حضرت موسیٰؑ کی شریعت کو نہ صرف سینہ بہ سینہ حفظ کیا تھا بلکہ اسکی تشریحات، معنی اور نفاذ کے لئے ہر وقت سرگرم رہتے تھے۔ مگر انہوں نے شریعت کے معنی اسقدر مشکل ترین بنادیئے تھے، جس پر کوئی شخص بھی عمل نہیں کرسکتا تھا۔ اور اگر کوئی انکی تفاسیر و تعلیمات پر ایک نکتہ بھر سوال بھی اُٹھاتا تو یہ لوگ اُن پر قتل کے فتوے صادر کردیتے تھے۔ لیکن حضرت عیسیٰؑ نے انکی تعلیم اور زندگیوں میں بھرپور غلاظتوں کو سرِعام بے نقاب کیا تھا۔ اسی لئے یہ لوگ ہر وقت آپؑ کی تاک میں لگے رہتے تھے۔ (دیکھئے، حاشیہ 24، 51، 61، 152 اور کتابِ ہٰذا کا باب 23) ۔

[1] JOSEPHUS, FLAVIUS [transl. MARCUS, RALPH] (1943). *Josephus, Volume VII: Jewish Antiquities, Books XII-XIV.* Cambridge (UK): Harvard University Press; [2] DRISCOLL, JAMES F. (1911; 2003). "Pharisees". In *The Catholic Encyclopedia, Volume XI* [online]. Robert Appleton Company; K. Knight. Available from: http://www.newadvent.org/cathen/11789b.htm.

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن سب شہروں اور گاؤں میں پھرتے رہے اور آپؑ اُن لوگوں کی مسجدوں میں تعلیم دیتے اور سلطنتِ الٰہی کی خوشخبری کی تبلیغ کرتے اور ہر طرح کی بیماری اور کمزوری کو دُور کرتے رہے ﴿۳۵﴾

90 مزید دیکھئے، حاشیہ 41، 22، 50 اور 73

اور جب آپؑ نے اُس ہجوم کو دیکھا تو آپؑ کو اُن لوگوں پر بڑا رحم آیا، کیونکہ اُن کا حال ایسی بھیڑوں کی مانند تھا جو بغیر چرواہے کے، خستہ حال اور منتشر ہوں ﴿۳۶﴾

پھر عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ فصل تو بہت ہے لیکن مزدُور تھوڑے ہیں ﴿۳۷﴾

91 عیسیٰؑ یہودیوں کے ایسے سخت مذہبی معاشرے میں تشریف لائے تھے جہاں علماء نے محض مذہب کی دُکان چمکانے کی خاطر عوام پر بے حد مشکل مذہبی روایات لاد رکھی تھیں جس سے عام آدمی کے لئے دین کو سمجھنا اور اس پر چلنا قدرے ناممکن ہوچکا تھا۔ دوسری طرف خود ان کے دینی راہنماؤں کی اپنی زندگیاں اللہ کے نُور اور کلام سے قطعی خالی تھیں۔ ایسے حالات میں عام یہودی شخص کے لئے اپنے دینی راہنماؤں پر اعتبار کرنا قدرے ناممکن ہوچکا تھا۔ معاشرے میں اکثر لوگ اللہ کی پہچان، تلاشِ حق اور روحانی تسکین کے شدید متلاشی تھے۔ جب انہوں نے عیسیٰؑ کی زندگی میں کلمۃ اللہ، روح اللہ، وحی اور معجزات دیکھے تو وہ لوگ جوق در جوق آپؑ کے پیچھے لگ گئے تھے۔ اور یوں عیسیٰؑ عموماً ہزارہا لوگوں میں گھرے رہتے تھے۔ ایسے متلاشیِ حق کی حالتِ زار کو دیکھ کر عیسیٰؑ کو ان پر بڑا ترس آیا کہ وہ لوگ گناہوں اور تاریکیوں سے آزادی حاصل کرنے کی جد وجہد کررہے تھے۔ مگر انہیں اپنے گردونواح میں ایسا کوئی مصلح، ناصح یا نیک دل شخص نہیں ملا تھا جس سے وہ راہنمائی حاصل کرسکیں۔ اس لئے عیسیٰؑ نے فرمایا تھا کہ فصل تو بہت ہے مگر مزدُور تھوڑے ہیں۔

لٰہذا فصل کے مالک سے منت کرو کہ وہ اپنی فصل کاٹنے کے لئے مزدُور بھیجے ﴿۳۸﴾